احمدیت زندہ رہے گی
اور دشمن خائب و خاسر ہوں گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸؍جنوری ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل قرآنی آیات تلاوت کیں:

اَوَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ يَمۡشُوۡنَ فِىۡ مَسٰكِنِهِمۡ‌ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكَ لَاٰيٰتٍ‌ ؕ اَفَلَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ اِلَى الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ فَنُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا تَاۡكُلُ مِنۡهُ اَنۡعَامُهُمۡ وَاَنۡفُسُهُمۡ‌ ؕ اَفَلَا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰى هٰذَا الۡفَتۡحُ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۲۹﴾ قُلۡ يَوۡمَ الۡفَتۡحِ لَا يَنۡفَعُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِيۡمَانُهُمۡ وَلَا هُمۡ يُنۡظَرُوۡنَ ﴿۳۰﴾ (السجدہ:۲۷-۳۰)

اور پھر فرمایا:

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں سورہ السجدہ کی آخری چند آیات ہیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کے مخالفین کو عموماً اور بالخصوص حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے منکرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے یعنی خطاب تو ان سے نہیں براہ راست لیکن ان کے متعلق ہے فرماتا ہے۔ اَوَلَمۡ يَهۡدِ لَهُمۡ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ کیا یہ چیز انہیں ہدایت دینے کے لیے کافی نہیں

ہے کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی بستیاں ہلاک کر دیں یَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ بستیوں سے مراد اہل بستی ہوتے ہیں اور قرآن کریم کا یہ محاورہ ایک سے زیادہ مرتبہ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے کہ جب قریہ کہا جاتا ہے تو مراد اہل بستی ہیں۔ تو جب فرماتا ہے کہ ہم نے بستیاں ہلاک کر دیں تو مراد ہے اہل بستی کو ہلاک کر دیا۔

یَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ اس کے دو معانی ہیں اوّل یہ کہ وہ بھی تمہاری طرح امن کے ساتھ اپنے گھروں میں پھرا کرتے تھے، کوئی ان کو خوف نہیں تھا، وہ سمجھتے تھے کہ خدا کا عذاب ان کو نہیں پکڑ سکے گا اور دوسرا معنی یہ ہے یَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ کہ یہ لوگ جو آج تیرا انکار کر رہے ہیں یہ اُنہی گھروں میں تو بس رہے ہیں، انہی بستیوں میں تو رہتے ہیں جن بستیوں میں اس سے پہلے کچھ لوگ رہا کرتے تھے اور وہ ہلاک ہوگئے اور خدا کے عذاب نے ان کو پکڑ لیا۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ اس میں یقیناً نشانات ہیں پس کیا وہ سنتے نہیں! چونکہ ماضی کے قصے بیان ہو رہے ہیں اس لئے یہ نہیں فرمایا کہ کیا وہ دیکھتے نہیں کیونکہ بسا اوقات ایک قوم تبھی خدا کے عذاب سے غافل ہوتی ہے جب وہ خدا کی پکڑ کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے نہیں وہ سمجھتے ہیں کچھ نہیں ہوتا، کوئی فکر کی بات نہیں، یونہی ڈراوے ہیں کہ خدا تعالیٰ پکڑ لیا کرتا ہے منکرین کو۔ تو فرماتا ہے اگر تم نے اپنی آنکھوں کے سامنے قوموں کو ہلاک ہوتے نہیں دیکھا اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ پھر وہ کیا سنتے بھی نہیں کیا اُن کے کان نہیں ہیں کہ وہ پرانے قصے سنیں کہ اس طرح ہوتا چلا آیا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو ہانکتے ہوئے خشک زمینوں کی طرف لے چلتے ہیں فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا پھر ہم اس پانی کے ذریعہ اُن سے کھیتیاں نکالتے ہیں۔ تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اُسی سے وہ خود بھی کھاتے ہیں اور ان کے جانور بھی کھاتے ہیں اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ کیا وہ دیکھتے نہیں! اور کیا وہ نصیحت نہیں پکڑتے بصیرت حاصل نہیں کرتے۔

اس آیت میں بظاہر پہلے مضمون سے کوئی جوڑ نظر نہیں آتا اور کوئی آپس کا تعلق دکھائی نہیں دیتا۔ ایک ماضی کی تاریخ کی طرف ذہن کو منتقل فرمایا گیا جو انکار کرنے والی قوموں کی ہلاکت کی تاریخ تھی اور انسان کو متوجہ کیا کہ اس سے پہلے بھی خدا کی طرف سے بھیجے ہوؤں کا انکار کرنے

والے خدا کی پکڑ کے نیچے آتے رہے اور بسا اوقات اپنی بستیوں سمیت اپنے علاقوں سمیت ہلاک ہو جاتے رہے اور پھر اچانک اس کے بعد یہ فرمانا کہ کیا تم نے بادلوں کو نہیں دیکھا، کیا تم نے بارش کو نہیں دیکھا اس پانی کو نہیں دیکھا جسے خدا ہانکتا ہوا ایک بستی کی طرف لے آتا ہے۔ان دونوں آیات کا کیا تعلق ہے؟ تعلق یہ ہے کہ دونوں جگہ مذہب کی بات ہو رہی ہے مذہب میں جب خدا تعالیٰ کسی کو بھیجتا ہے اپنا نمائندہ بنا کر تو مذہبی دنیا میں دو قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں ۔ایک ہلاکتوں کے پیغام ہوتے ہیں منکرین کے لئے اور ایک زندگی کے پیغام ہوتے ہیں ماننے والوں کے لئے تو قرآن کریم چونکہ اسی کے متعلق ذکر فرما رہا ہے کہ جب اللہ اپنے انبیاء بھیجتا ہے تو پھر اختیار مل جاتا ہے قوموں کو یا تو انہیں تسلیم کر لیں اور اپنے لئے زندگی کے سامان پیدا کریں یا ان کا انکار کر دیں اور ہلاک ہو جائیں ۔ چونکہ یہ اسی ضمن میں خدا تعالیٰ تمثیلات کے ذریعہ مختلف رنگ میں آیات کو پھیر پھیر کر انسان کو متنبہ اور متوجہ فرمانا چاہتا ہے اس لئے ماضی سے اچانک حال میں اور حال میں بھی بظاہر ایک بے تعلق قانونِ قدرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مضمون کے نئے جہاں میں داخل ہو جاتا ہے ۔لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ مضمون کا کوئی نیا جہاں نہیں کھلا کوئی نیا دروازہ نہیں کھلا بلکہ وہی مضمون ہے جو جاری ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے قوموں کے لئے ہلاکت کا ذکر کر دیا اور بعد میں زندگی کا۔ انکار کے بعد اگر ہلاک ہی ہو جانا ہے تو پھر زندہ کیسے ہوں گی اس میں حکمت کیا ہے؟ حکمت یہ ہے کہ جہاں تک ماضی کا تعلق ہے ماضی میں جو قومیں مر گئیں اور انکار کی صورت میں ہلاک ہو گئیں وہ تو اب زندہ نہیں ہو سکتیں لیکن اللہ تعالیٰ یہ فرمانا چاہتا ہے کہ یہ کوئی تقدیر مبرم نہیں ہے کہ تم ضرور ہلاک ہو جاؤ، کوئی ایسی لکھی ہوئی بات نہیں ہے جو ٹل نہیں سکتی ،انبیاء ہلاکت کی خاطر نہیں آیا کرتے، انبیاء نئی زندگیاں بخشنے آیا کرتے ہیں ۔جس طرح خدا تعالیٰ پانیوں کو گھیر کے لاتا ہے مردہ زمینوں کی طرف نبوت تو ایک انعام ہے وہ مردوں کو نئی زندگی بخشنے کے لئے تم پر کیا جاتا ہے۔اس لئے اس انعام سے مُنہ نہ موڑو کیونکہ اگر تم مُنہ موڑو گے تو پیچھے دیکھو ماضی میں کیا ہو چکا ہے۔ چنانچہ جو خوف تھا ہلاکت کا اس میں ایک امید کی روشنی نمودار ہوگئی ایک دروازہ کُھل گیا زندگی کا بھی اور جہاں تک حال کے لوگ مخاطب ہیں ان کو اسی طرف متوجہ فرماتا ہے کہ تم ماضی سے نصیحت تو پکڑو لیکن تمہارے لئے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں تمہاری ہلاکت یقینی نہیں ہے کیونکہ نبوت تو زندگی بخشنے کے لئے آیا کرتی ہے تم

اس سے وابستہ ہو جاؤ گے تو تم زندہ ہو جاؤ گے اور یہاں ایک اور بہت لطیف مضمون یہ بھی داخل فرما دیا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ کہ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے فضلوں اور رحمتوں کا پانی برستا ہے تو صرف انسان ہی فائدہ نہیں اٹھایا کرتے بلکہ جانور بھی فائدہ اٹھا لیتے ہیں۔ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے منکرین کے لیڈروں کا ذکر کرتے ہوئے کہ وہ انعام کی طرح ہیں بَلْ هُمْ أَضَلُّ بلکہ اُن سے بھی بدتر ہیں ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔تو مذہبی محاورہ میں خصوصاً قرآنی محاورے میں انعام یعنی چوپائے کا لفظ ایسے انسانوں کے متعلق بھی بولا جاتا ہے جو سر زمین کی طرف رکھتے ہیں نظریں زمین کی طرف گاڑے رکھتے ہیں اور آسمان کی طرف نہیں دیکھ سکتے یعنی کلیۃً ہدایت سے عاری رہتے ہیں تو یہاں چونکہ روحانی ذکر چل رہا ہے اس لئے اس پر غور کرنا ہوگا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ جب ہم پانی لے کر آتے ہیں تو انسان بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور اَنعام بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، یہ مضمون کئی طرح سے غور کے نتیجہ میں انسان پر کھلتا چلا جاتا ہے۔اوّل یہ کہ جب خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو صرف مومنوں کو فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ ایک ایسا ترشّح ہوتا ہے نور کا کہ کل عالم اس سے فائدہ اٹھا جاتا ہے۔ صرف روحانی لوگ ہی نبوت سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ مادی دنیا میں بھی عظیم الشان انقلابات آجاتے ہیں۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نور نبوت کو نازل فرماتا ہے تو مؤمن تو غیر معمولی فوائد اٹھاتے ہیں دنیا کے بھی اور آخرت کے بھی، لیکن علوم وفنون کا ایک نیا دور بھی ان کے آنے کے ساتھ شروع ہو جاتا ہے دنیا کی عقلیں روشن ہونی شروع ہو جاتی ہیں کیونکہ نور نبوت تو ایک شخص پر اترتا ہے اور وہ قوم خصوصیت سے فائدہ اٹھاتی ہے جو اُس کو مان جاتی ہے لیکن جس طرح ایک نور کی شعاع صرف اپنے رستے کو روشن نہیں کرتی بلکہ اس سے روشنی منعکس ہو کر ماحول کو بھی روشن کر دیا کرتی ہے اس طرح مادی دنیا میں بھی ایک روشنی کا دور شروع ہو جاتا ہے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر بڑی نبوت کے ساتھ جو خاص ایک اہمیت رکھتی ہو علوم وفنون کے نئے دور میں انسانیت داخل ہو جاتی ہے۔ آنحضرت ﷺ جب تشریف لائے تو یہ آپ ہی کے نور کی بدولت تھا کہ ساری دنیا میں ایک علم کی روشنی پھیلی ہے اور براہ راست پہلے مسلمانوں کے ذریعہ پھیلی ہے اور یہ اُنہی کا فیض تھا جس نے یورپ

کو بھی روشن کیا ہے، جس نے مشرق کو بھی روشن کیا اور مغرب کو بھی روشن کیا۔ تو فرمایا اَنْعَامُهُمْ ان کے انعام بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی وہ جانور جو یہ عقل نہیں رکھتے کہ وہ خدا کے پیغام کو سمجھ سکیں جو نور نبوت سے استفادہ کر سکیں براہ راست ۔ یہ ایک ایسی رحمت ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اس کے نتیجہ میں عام روشنی پھیل جاتی ہے عام زندگی بھی ایک عطا ہوتی ہے جس سے انسان تو انسان انعام بھی فائدہ اٹھا جاتے ہیں۔ ایک تو یہ مضمون نظر آتا ہے۔

دوسرے انعام میں بدترین انعام وہ ہوتے ہیں جو سمجھتے نہیں ، دیکھتے نہیں اور مخالفت میں اپنا ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم نے دوسری آیت میں واضح طور پر ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے کہ یہ اَنعام بلکہ ان سے بھی اَضَلُّ ہیں چنانچہ یہ اَنعام بھی فائدہ اٹھا جاتے ہیں اور ان کو بھی رزق ملتا ہے۔ اگر چہ بظاہر انکار کے نتیجہ میں رزق مل رہا ہوتا ہے لیکن مادی رزق کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ ان سے بھی کوئی کنجوسی نہیں کرتا ۔ چنانچہ آپ یہ دیکھیں گے کہ وہ مولوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد سے پہلے صرف گاؤں میں بٹنے والی روٹیوں پر پلا کرتے تھے اور جن کو گھر میں جو بچ جاتا تھا وہ تقسیم کیا جاتا تھا بلکہ دروازے کھٹکھٹا کھٹکھٹا کے وہ اپنی روٹی مانگا کرتے تھے کہ کچھ بچا ہوا سالن ہو تو دے دو ایک طرف مغرب کے وقت فقیروں کی آوازیں آیا کرتی تھیں کہ راہ مولا کچھ دے دو اور دوسری طرف مولوی صاحب بیچارے یا اُن کے بچے جو ان سے پڑھا کرتے تھے وہ دروازے کھٹکھٹا رہے ہوتے تھے۔ اور ایک طرف یہ حال ہوا کہ مولوی کے رزق کا دروازہ احمدیت کے انکار میں کُھل گیا جتنی بڑی مخالفت کرے اتنے زیادہ اس کو پیسے نصیب ہوں۔ چنانچہ آج بھی جو روٹیاں تقسیم ہو رہی ہیں بے شمار یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خیرات ہے۔

اَنْعَامُهُمْ قرآن کریم منکرین کو انعام فرما رہا ہے خود اور فرماتا ہے کہ جب ہم پانی بھیجتے ہیں رحمت کا تو صرف ماننے والے یعنی انسان ہی فائدہ نہیں اٹھاتے منکرین بھی اس سے استفادہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کو بھی فیض پہنچ جاتا ہے۔ عجیب شان ہے خدا تعالیٰ کی رحمت کی اگر چہ عارضی ہے اس کے بعد شدید نقصان بھی پہنچتے ہیں یعنی عقبیٰ کے لحاظ سے ۔لیکن جہاں تک دنیا کا Phenomenon ہے اس میں خدا پھر یہ تفریق نہیں کرتا۔ چنانچہ کئی پہلوؤں سے اس آیت کو ہم بڑی شان کے ساتھ اپنی آنکھوں کے سامنے پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ

لیکن یہ اس وجہ سے تو نہیں ہم فضل نازل فرمایا کرتے ، روحانی زندگی عطا کرنے کیلئے پانی لاتے ہیں کہ وہ صرف روٹی کھالیں اور کھا کے مرجائیں ان کا نور بصیرت تیز کرنے کی خاطر یہ واقعہ رونما ہوتا ہے۔لیکن عجیب بد بخت اور بدقسمت لوگ ہوتے ہیں جو فائدے تو اُٹھا رہے ہیں مگر انکا نور بصیرت صَیقل نہیں ہوتا وہ کچھ دیکھ نہیں سکتے ، کیوں نہیں دیکھتے وہ کیوں سمجھتے نہیں کہ کیا رونما ہو رہا ہے ان کے سامنے۔ جواب میں وہ یہ کہتے ہیں جب ان کو متوجہ کیا جاتا ہے وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اب اس آیت نے اس مضمون کو پوری طرح کھول دیا کہ ہم تمام ذکر بظاہر دنیا کی باتوں کا کر رہے تھے یعنی پانی کا آنا اور کھیتیوں کا نکلنا لیکن دراصل روحانی باتیں ہو رہی تھیں۔ اور اُس زمانہ کے جو اَنعام تھے وہ زیادہ عقل رکھتے تھے اس لحاظ سے کیونکہ وہ بات سمجھ گئے فوراً۔ اس زمانہ کے اَنعام کی تو بالکل ہی عقلیں ماری گئیں ہیں بیچاروں کی ان کو ان تمثیلات کی سمجھ ہی کچھ نہیں آتی لیکن آنحضرت ﷺ کے جو مخاطبین تھے وہ فوراً سمجھ گئے کہ کیا بات ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا یہ تو اپنی فتح کی باتیں کر رہا ہے، یہ تو یہ کہہ رہا ہے کہ میرے منکرین ہلاک ہو جائیں گے اور جو زندہ رہے گا مجھ سے زندگی پائے گا ، اُس پانی سے فیض یاب ہوگا جو مجھ پر اتر رہا ہے آسمان سے۔ تو فوراً وہ پوچھتے ہیں ان آیات کے جواب میں مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کب ہوگی وہ فتح ، کب وہ دن آئے گا۔ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ پھر۔ اس کے جواب میں قرآن کریم فتح کا کوئی دن معین نہیں فرماتا ، بالکل نہیں بتاتا کہ فلاں تاریخ کو فتح ہو جائے گی یا اتنے سال کے بعد فتح ہو جائے گی یا اتنے مہینے کے بعد فتح ہو جائے گی۔ پوچھ تو وہ یہ رہے تھے کہ وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ جواب ان کو یہ ملتا ہے

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۳۰

کہ اے محمد! ﷺ تو اُن سے یہ کہہ دے کہ تم کس دن کے متعلق پوچھ رہے ہو تمہارا اس سے کیا تعلق کیونکہ جس دن فتح کا وقت آئے گا اس دن وہ لوگ جو اس سے پہلے انکار کر چکے ہیں ان کو ان کا ایمان کوئی فائدہ نہیں دے گا وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ اور کچھ ان میں سے ایسے ہوں گے جو پکڑے جائیں گے اور ایمان لائیں گے بھی تو بچ نہیں سکیں گے اس ایمان کے نتیجہ میں کیونکہ وہ اپنی شرارتوں میں اس سے پہلے حد سے بڑھ چکے ہوں گے۔ تو فرمایا تمہیں تو یہ پوچھنے کا حق ہی نہیں کہ فتح کب ہوگی ، جہاں تک تمہارا تعلق ہے تمہیں وہ دن کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

چنانچہ آج بھی اسی قسم کی باتیں بکثرت پاکستان میں ہورہی ہیں اور لوگ مجھے لکھتے رہتے ہیں۔ بعض بڑے لوگ بعض دنیا کی نظر کے چھوٹے لوگ، کچھ درمیانے سبھی یہ سوال کر رہے ہیں احمدیوں سے کہ تم ہمیں یہ بتادو کہ فتح کب ہوگی اور اگر ہوگئی تو پھر ہم ایمان لے آئیں گے یعنی پاکستان کے تمام طبقات شامل ہیں اس بات میں اور بکثرت شمال سے لے کے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک، ہر جگہ یہ سوال ہورہے ہیں۔ عامّۃُ الناس جو مولوی نہیں ہیں اس کو تو سمجھ آنے لگ گئی ہے کہ کوئی واقعہ ہو رہا ہے ہمارے سامنے اور ان کو یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ اس دفعہ اگر خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے معاندین کو رسوا اور ذلیل کیا تو یہ یقیناً احمدیت کی وجہ سے ہوگا جہاں تک ہمارا زور چلتا تھا ہم تو لگا بیٹھے ہیں ہم تو کچھ نہیں کر سکے۔ اتنی بصیرت ان میں ضرور پیدا ہو چکی ہے اور وہ اگلا سوال کرتے ہیں اب ہمیں یہ بتادو کہ کب فتح ہوگی پھر اگر ہوگئی اس دن یا اس مہینہ میں یا اس سال میں تو پھر ہم ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب فتح کا دن آئے گا لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا فتح سے پہلے جو منکر ہو چکے تھے جو انکار کر چکے تھے ان کو فتح کا دن کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ ان کا ایمان لا طائل ہوگا، بیکار اور بے فائدہ ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ ایمان فائدہ کیوں نہیں پہنچائے گا۔ ایک آدمی فتح دیکھ کر ایمان لے آتا ہے تو اس کو ایمان کا تو فائدہ پہنچنا چاہئے بظاہر۔ اس سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو فتح کے بعد قدرتی طور پر طبعاً اپنے نفس کی شرافت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے نشانات دیکھ کر ایمان لاتے ہیں بلکہ یہاں مراد وہ لوگ ہیں جو غلبہ کے پجاری ہوتے ہیں اور غلبہ کی عبادت کرتے ہیں اس سے پہلے ان کو نشانات نظر آچکے ہوتے ہیں صداقت کے اور یہ جو سوالات دل میں اُٹھتے ہیں یہ سوالات ہی اس لئے اٹھتے ہیں کہ دل کے اندر احساس پیدا ہو چکا ہوتا ہے کہ ہے جماعت سچی لیکن منتظر رہتے ہیں کہ جب غلبہ ہوگا تب ہم شامل ہوں گے اس وقت فوائد اٹھائیں گے، اب مصیبت میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو اوّل تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کے اوپر انکا کوئی اجر نہیں ہے۔ وہ اپنے نفس کی پہلے بھی عبادت کرتے رہے بعد میں بھی نفس ہی کی عبادت کریں گے جب وہ ایمان لائیں گے پہلے بھی دنیا کے غالب لوگوں یعنی جھوٹے خداؤں کی عبادت کیا کرتے تھے بعد میں بھی غالب آنے پر بھی سچے خدا کو پہچانیں گے مگر اس لئے نہیں کے وہ خدا ہے اس لئے کہ وہ غالب آ گیا ہے ان کی نظر میں۔ تو اگر آپ تجزیہ کریں ان کی نفسانی کیفیات کا اور نفسیاتی کیفیات کا تو وہ اپنے نفس

کے غلام ہیں اور نفس کو جہاں سے فائدہ پہنچتا ہے وہاں وہ سر جھکانے کے لئے تیار ہیں۔ تو کیسے ان کو فائدہ پہنچے گا پھر اگر وہ فتح کے بعد ایمان لائیں گے۔

دوسرا اس میں ایک اور بھی مضمون ہے اور وہ یہ کہ فتح سے پہلے کے ایمان کے نتیجہ میں انسان دکھوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے اور ایمان کا ثواب اس چیز سے براہ راست تعلق رکھتا ہے اور دو طرح سے، کم سے کم دو طرح سے ایمان ایسے انسان کو فائدہ پہنچاتا ہے اوّل تو یہ کہ خدا کے منہ کی خاطر وہ دکھ اٹھا رہا ہوتا ہے۔ آپ کی خاطر کوئی ذرا سی تکلیف اٹھائے تو آپ میں سے جو شرفاء ہیں، شریف النفس لوگ ہیں بعض دفعہ آپ کا دل چاہتا ہے کہ ہم سب کچھ اس پہ فدا کر دیں۔ تو خدا کے متعلق تصور بھی آپ نہیں کر سکتے کہ وہ اپنی خاطر دکھ اٹھانے والوں سے کتنا پیار کرتا ہے۔ تو وہ وقت جو خدا کا پیار حاصل کرنے کا تھا وہ تو کھو دیا انہوں نے۔ جب خدا کی خاطر اپنے آرام چھوڑنے کا وقت تھا وہ تو انہوں نے ضائع کر دیا، اب جب وہ وقت ہاتھ سے نکل گیا غلبہ کے وقت تمہیں کون دکھ پہنچائے گا، اس وقت تمہارا ایمان تمہیں فائدہ نہیں دے سکتا۔ دوسرا یہ کہ اندرونی اصلاح کے لئے بھی دکھ ضروری ہے جب تک انسان کسی اعلیٰ مقصد کی خاطر تکلیف نہیں اٹھاتا اس کے نفس کی اصلاح نہیں ہوتی۔

چنانچہ ہمارا بھی تجربہ ہے کہ جماعت پہ جب آسائش کے دور آتے ہیں تو کچھ سستیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور جب تکلیف اور تنگی کے دور آتے ہیں تو اسی جماعت میں سے نئے نئے ہیرے چمکتے ہوئے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں، کیفیت بدلنے لگ جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ جو قدرتی ایک خدا تعالیٰ نے کارخانہ بنا رکھا تھا تمہاری اصلاح کا وہ تو بند ہو گیا وہ دکھوں کے زمانے تو لدٗ گئے اب تو فتح کے زمانے آ گئے اب تم کس طرح اپنے نفس کی اصلاح کرو گے ان آزمائشوں میں سے گذرے ہی نہیں ہو جو آزمائشیں نفس کی اصلاح کیا کرتی ہیں۔ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ اور پھر بہت سے اُن میں سے ایسے بھی ہوں گے جن کو مہلت نہیں دی جائے گی یعنی ایمان فائدہ دے نہ دے یہ الگ بحث ہے، اس وقت تو اُن کے پکڑے جانے کا وقت آئے گا اور جب پکڑے جانے کا وقت آ پہنچے تو پھر یہ کہنا کہ اب میں ایمان لے آتا ہوں اس کے تو کوئی معنی ہی نہیں رہتے، کوئی حقیقت ہی نہیں ہے۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ اس لئے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ان سے اعراض فرما اور وہ جو فتح کا دن پوچھتے ہیں ان کو یہ جواب نہ دے کہ کب دن آئے گا ان کو صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ تمہیں وہ دن فائدہ

نہیں پہنچائے گا ۔وَ انۡتَظِرۡ اورتُو انتظار کر اِنَّهُمۡ مُّنۡتَظِرُوۡنَ ؏ وہ بھی انتظار کر رہے ہیں وہ بھی کچھ دیکھنا چاہتے ہیں اب انتظار کا حکم تو فرما دیا لیکن کتنا انتظار کر، کب تک دیکھ، کب وہ وقت آئے گا کہ یہ صبح طلوع ہوگی اس کے متعلق ذکر نہیں فرمایا کہ کب ہوگا۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ بھی اس وقت ایسے ہی دور سے گذر رہی ہے کہ انتظار ہی کا ہمیں حکم ہے اور انتظار ہم کرتے چلے جائیں گے لیکن جہاں تک خوشخبریوں کا تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مسلسل جاری ہیں اور تمام دنیا میں حیرت انگیز طور پر ایک دوسرے سے انطباق رکھتی ہوئی، ایک دوسرے سے مطابقت رکھتی ہوئی رؤیا اللہ تعالیٰ دکھا رہا ہے جماعت کو اور حیرت کے ساتھ انسان دیکھتا ہے کہ بعض مہینوں میں ایک ہی مضمون کی رؤیا مشرقی ممالک میں بھی دکھائی جارہی ہے اور مغربی ممالک میں بھی دکھائی جارہی ہیں اور ایسی زبان میں دکھائی جاتی ہیں جن کو دیکھنے والا سمجھ بھی نہیں رہا ہوتا اور یہ جو سلسلہ ہے یہ ایک خاص اپنے اندر اندرونی حکمت اور منطق رکھتا ہے اس کی اپنی ایک زبان ہے اور جب وہ اکٹھی ہوتی ہیں ساری دنیا سے رؤیا اور بعض کشوف اور بعض الہامات تو ایک تصویر نکھرتی چلی جارہی ہے۔اس کے ساتھ ہی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بار بار اللہ تعالیٰ نے مبشرات بھی عطا فرمائیں، کشوف دکھائے ،الہاماً تسلّی دلائی اس لئے میں گذشتہ چند ماہ سے جماعت کو بار بار خوشخبریاں دے رہا ہوں کہ تم بالکل مطمئن رہو، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نشان دکھائے گا اور تمہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا، یہ بات تو دنیا میں کوئی ٹال ہی نہیں سکتا، یہ تقدیر تو بدل سکتی ہی نہیں کہ جماعت احمدیہ غالب آئے گی اس لئے کوئی غم اور کوئی فکر نہیں۔

ان امور کو دیکھ کر بعض لوگ پریشان ہو گئے ہیں اور بعضوں نے مجھے کچھ پیار سے محبت سے اور ادب کے ساتھ سمجھانے کی بھی کوشش کی ہے کہ تم فتح کی باتیں کر رہے ہو، خوشخبریاں دے رہے ہو جماعت کو پتہ نہیں وہاں کیا حالات ہیں۔ چنانچہ بعض ان میں سے یہ کہہ رہے تھے مجھے اور انہوں نے حالات کا ایک اندازہ لگایا ہے دنیا کے لحاظ سے وہ کہتے ہیں کہ دیکھو پاکستان میں ریفرنڈم کے نام پر جو کچھ بھی ہوا بہرحال پانچ سال کے لئے ایک ضمانت مل گئی ہے اور ہم اپنی قوم کو جانتے ہیں ، ہم اپنی قوم کی نفسیات سے باخبر ہیں اس وقت ان کی اخلاقی حالت مسلسل استبداد کے نیچے رہ کر، مسلسل آمروں کے نیچے وقت گذار کر ایسی گر چکی ہے کہ ان میں طاقت نہیں رہی ہے مقابلہ کی اور وہ

دھاندلیوں کے باوجود بھی اُٹھنے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے اُن سے آپ کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ کھل کر بعض مجھے کہتے ہیں، کہتے ہیں ہم اپنی قوم کی نفسیات سے باخبر ہیں ہوگا یہ کہ چونکہ یہ اقتدار بظاہر پانچ سال کے لئے پختہ ہو چکا ہے خوب گڑھ گیا ہے اس لئے اب جتنی بھی قوم ہے اس میں سے ہر پارٹی کے لوگ بھیڑ چال کے طور پر آگے دوڑیں گے اور ہر ایک یہ سوچے گا کہ میں اس موقع سے پیچھے نہ رہ جاؤں۔ اس سے پہلے جنہوں نے تعاون کیا تھا پانچ، چھ سال ہو گئے سات سال ہو گئے کسی کو ابھی تک وہ موجیں لوٹتے رہے اور ہم باہر بیٹھے خواہ مخواہ منہ دیکھتے رہ گئے اب ایک اَور موقع خدا نے دیا ہے کیوں نا آگے بڑھو اور اس پارٹی کے ساتھ شامل ہو جو حکومت کے ساتھ ہے۔ اگر ان کو ملّاں چاہئے تو ملّاں کے بھیس میں سامنے آؤ، اگر ان کو جھوٹے لوگ چاہیں تو جھوٹے لوگ بن کر سامنے آؤ اگر ان کو بدکردار چاہئے تو بدکردار ہو کر سامنے آؤ ہر چیز کو قربان کردو مگر اپنے نفس کو قربان نہ کرو، ہوش کرو۔ عقل کرو آگے بڑھو اور جو وقت کا آمر کہتا ہے اس کے مطابق عمل شروع کردو۔ یہ ہے قوم کی نفسیات ان کہنے والوں کے نزدیک اور جو تازہ تازہ دیکھ کر آئے ہیں وہاں کے حالات وہ کہتے ہیں کہ بالکل یہی کیفیت ہے۔ تم دیکھو گے کہ اچانک ایک بند ٹوٹ جائے گا ہر ایک، ایک دوسرے سے خوشامد میں سبقت کرنے لگے گا۔ ہر ایک اپنے سابقہ دعاوی سے منہ موڑ لے گا اور کہے گا کہ غلطی ہوگئی تھی اب ہمیں ہوش آگئی ہے آپ تو سچے مسلمان دنیائے اسلام کے محسن اعظم، آپ تو اس لائق ہیں کہ آپ کو امیر المؤمنین کہا جائے، خلیفۃ المسلمین کہا جائے آپ سے عدم تعاون کر کے ہم نے اپنی دنیا اور عاقبت دونوں بگاڑنے ہیں؟ یہ کہتے ہوئے توبہ کرتے ہوئے لوگ آگے آئیں گے اور ٹکٹ مانگنا شروع کردیں گے اور اُس وقت پھر عوام کو روک کوئی نہیں سکے گا یہ جب ایک دفعہ بند ٹوٹ جائے اور ہلّا بولا جائے تو ریفرنڈم والا حال نہیں ہوگا۔ اس وقت ایک آدمی کا انٹرسٹ (Interest) تھا ریفرنڈم کے وقت اب وہ کہتے ہیں ساری قوم کے اندر چھوٹے چھوٹے حلقوں میں ہر مقامی لیڈر کی دلچسپی اس بات میں ہوگی کہ وہ آگے آجائے۔ تو ایک آدمی کی دفعہ تو وہ بیٹھے رہے تھے عدم دلچسپی کے ساتھ گھروں میں ان کو پرواہ ہی کوئی نہیں تھی کوئی ان کو ووٹ ڈالتا ہے یا نہیں ڈالتا لیکن اب جبکہ وہ آچکے ہیں اب تو ساروں کو پرواہ ہوگئی ہے ان کی اور اپنی خاطر ہر حلقے میں کچھ حصہ وقت کی حکومت کے پجاری پیدا ہو جائیں گے اور ان کو روک نہیں سکے گا پھر کوئی۔ چنانچہ اگر اخبارات کی خبریں درست

ہیں تو اس قسم کا ماحول پیدا بھی ہو چکا ہے۔

تو انہوں نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی یہ کوئی وقت ہے ایسی باتیں کرنے کا خوشخبریوں کا؟ مگر ان کو پتہ نہیں کہ یہی تو وقت ہوا کرتا ہے مذہب کی دنیا میں تو یہی وقت ہوا کرتا ہے باہر کی دنیا کا مجھے علم نہیں جب رات خوب بھیگ جاتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے، جب وقت رینگنا بھی بند کر دیتا ہے یوں لگتا ہے کہ اب مصائب کبھی ختم نہیں ہوں گے اس وقت خدا کی رحمتیں جلوہ دکھاتی ہیں اور بڑی قوت کے ساتھ دلوں پر الہام کرتی ہیں کہ تمہاری فتح کی صبح طلوع ہونے والی ہے اس لئے مایوس نہیں ہونا۔ اس لئے یہی تو وقت ہے ورنہ تو ہم دنیا کے بندے ہوں گے، پھر ہم میں اور خدا کے بندوں میں فرق کیا رہے گا۔ میں نے کہا کہ تم دنیا کی علامتیں پڑھتے رہو اور فیصلے دیتے رہو میں تو وہی کہوں گا جو خدا مجھے کہتا ہے۔ اللہ کی حکمت بالغہ زیادہ جانتی ہے کہ وہ وقت کب آئے گا مگر خوشخبریوں کا وقت بہر حال آچکا ہے ورنہ وہ کبھی خوشخبریاں نہ دیتا۔ ان کے پورا ہونے کے دن کب ہوں گے یہ میں نہیں جانتا لیکن یہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ خوشخبریاں دینے کا وقت آچکا ہے۔ یہ وقت ہے کہ قوم کو لازماً بتانا پڑے گا کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور خدا تمہارا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا اس لئے اسی خدا نے جس نے حضرت محمد مصطفی ﷺ سے فرمایا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اُسی خدا کے کلام میں مَیں آپ سے عرض کرتا ہوں اور آپ کو سمجھا تا ہوں کہ ان لوگوں سے اعراض کریں اور انتظار کرتے رہیں یہ تقدیر تو بہر حال کوئی ٹال نہیں سکتا کہ آپ نے لازماً فتح یاب ہونا ہے کوئی دنیا کی طاقت اس تقدیر کو ٹال نہیں سکتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنوں نے لازماً ذلیل اور رسوا ہونا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھ کو اور تجھ پر ملامت آنے والی ہے

(درثمین صفحہ:۹۴)

اس لئے یہ باتیں کہنے کا تو ابھی وقت ہے۔ مگر جہاں تک اس بات کا تعلّق ہے کہ امیدیں بندھ جائیں اور لوگ جلدی سمجھنے لگ جائیں اور کچھ تاخیر ہو جائے اور پھر دلوں کو ٹھوکر لگے اور پھر آپ کو بھی صدمہ پہنچے کہ او ہو یہ کیا ہو گیا۔ بعض لوگوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے یعنی مجھے سمجھاتے ہیں

کہ تمہیں ٹھوکر نہ لگ جائے ،صدمہ نہ پہنچ جائے ان کو علم نہیں ہے کہ میں تو اس مٹی کا بنا ہی نہیں ہوا۔اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اللہ سے میرا عاجزی اور انکسار کا جہاں تک تعلّق ہے خدا سے ناراضگی اور مایوسی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جہاں تک امنگوں کا تعلق ہے اپنے رب کی رحمت سے امیدوں کا تعلق ہے اپنے استحقاق کے نتیجہ میں نہیں محض اس لئے کہ وہ رحمٰن اور رحیم ہے میری امیدوں کی انتہا ہی کوئی نہیں ہے، امنگوں کا کوئی آخری کنارہ نہیں ہے۔لیکن جہاں تک رضا اور تسلیم کا تعلق ہے میرا سر تو اس کے پاؤں کی خاک سے اُٹھ ہی نہیں سکتا کبھی اس لئے اس سے کس طرح کا صدمہ ہو سکتا ہے، اس سے کیسے انسان ٹھوکر کھا سکتا ہے

حضرت مصلح موعود نے جو بات کہی تھی وہی بات آج بھی سچی ہے آپ فرماتے ہیں:

وہ میرے دل کو چٹکیوں میں مَل مَل کر یوں فرماتے ہیں
عاشق بھی کبھی معشوق کا شکوہ اپنی زبان پر لاتے ہیں
میں ان کے پاؤں چُھوتا ہوں اور دامن چوم کے کہتا ہوں
دل آپ کا ہے جاں آپ کی ہے پھر آپ یہ کیا فرماتے ہیں
(کلام محمود صفحہ:۱۷۳)

پس اے میرے خدا! اگر ساری زندگی مجھے بیابانوں میں سفر کرتے بسر ہو جائے اور ایک لمحہ بھی چین نہ رہے تب بھی خدا کی قسم میں تیری رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہوں گا اور یہ جماعت تیری رحمت سے انشاء اللہ کبھی مایوس نہیں ہوگی تُو خوشخبریاں دے رہا ہے ہم ایمان لاتے چلے جارہے ہیں تُو کہتا ہے کہ تمہاری فتح کے دن آرہے ہیں ہم کہتے ہیں امنا و صدقنا وہ ضرور آئیں گے اور کوئی نہیں جو ان کو ٹال سکتا ہے مگر جہاں تک انتظار کا تعلّق ہے تُو نے جتنا انتظار کروانا ہے کروا اور دیکھے گا اے خدا! اور تُو ہی ہمیں توفیق بھی عطا فرمائے گا کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس انتظار میں کبھی کوئی شکوہ کا کلمہ زبان پر نہیں لائیں گے۔ یہ تو ہے تسلیم و رضا کی کیفیت اور جہاں تک امنگوں اور امیدوں کا تعلق ہے ان میں ایسی سر بلندی خدا نے بخشی ہے کہ کوئی دنیا کی طاقت ان کا سر جھکا ہی نہیں سکتی ،ناممکن ہے، مجھے تو یوں لگتا ہے کہ ہر روز میں خدا کی فتح کو قریب آتے دیکھ رہا ہوں،ان علامتوں کی وجہ سے نہیں جو برعکس نتیجے ظاہر کر رہی ہیں بلکہ اُن مبشرات کے نتیجہ میں ،ان کشوف کے نتیجہ میں تمام دنیا پر جو ترشح

ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبریوں کا ان کے نتیجہ میں اس لئے میں امید یہ رکھتا ہوں خدا سے کہ ہم لوگ زندہ رہیں گے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے عظیم الشان معجزات کو رونما ہوتے دیکھیں گے اور احمدیت کے دشمنوں کو خائب و خاسر اور ناکام اور یقیناً نامراد ہوتے دیکھیں گے۔ لیکن اگر اُس کی تقدیر نے کچھ اور فیصلہ فرمایا ہے، اگر لمبی آزمائش کے دن ہیں اور بہت بڑی بڑی فتوحات نے بعد میں آنا ہے تو ہم تو کم فہم لوگ ہیں، ہم تو اس کی تقدیر کے اندرونی معاملات کو سمجھ نہیں سکتے، اتنا یقین ہے کہ جس کے ہاتھ میں ہم نے ہاتھ دیا ہے وہ کبھی ہمیں نامراد اور ناکام نہیں چھوڑے گا، وہ ایک یقینی ہاتھ ہے جو کبھی بھی اس کو جو امید کے ساتھ اور محبت اور یقین کے ساتھ تھامتا ہے اسے کبھی بھی رسوا اور نامراد نہیں کیا کرتا، وہ کسی بے وفا کا ہاتھ نہیں ہے، وہ ایک قادر و توانا سب وفاداروں سے بڑھ کر وفاداری کرنے والے کا ہاتھ ہے اس لئے اس ہاتھ کو تھامے رہیں اپنی عبودیت کے مقام کو سمجھتے رہیں اور اس خدا کی عظمت کو دیکھیں تو اپنی امیدوں کو بلند کریں اور اپنی عبودیت کی طرف نگاہ کریں تو زمین میں بچھ جائیں اور خاک بن جائیں اس کے پاؤں کی اور وہم و گمان بھی نہ کریں کہ آپ بھی کسی رنگ میں کوئی شکوہ کا حق رکھتے ہیں۔